باب ہفتم

اسلام کا معاشی نظام

معاشیات کی لغوی تعریف

معاشیات عربی زبان کا لفظ ہے اور یہ ع، ی، ش سے نکلا ہے۔ یعنی اس کا مادہ "عیش" ہے۔ اور عیش کا معنی ہے آسائش۔ آرام۔ آسودگی ۔ چین۔ مسرت۔ اسی طرح معاش۔ معیشت سے مراد روزی، رزق، آب و دانہ، روزگار۔ بسر اوقات۔ گزر اوقات۔ اوقات بسری۔ خوراک۔ کھانا دانہ۔ گزران۔ گزارہ (قاموس مترادفات) معاش سے متعلقہ علم کو "معاشیات" کہتے ہیں۔ اس علم میں دولت کی پیدائش اور تقسیم کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔ یہ علم "اقتصادیات" بھی کہلاتا ہے۔ انگلش میں اسے Economics کہتے ہیں۔

معاشیات کی اصطلاحی تعریف

1: آدم سمتھ اس کی تعریف یوں کرتا ہے: معاشیات دولت کے حاصل کرنے اور خرچ کرنے کا علم ہے۔"

2: پروفیسر Robins لکھتا ہے: " معاشیات ایک ایسا علم ہے جس سے انسان کے اس طرزِ عمل کا مطالعہ کیا جاتا ہے جسے وہ خواہشات کے لامحدود ہونے مگر ان کے پورا کرنے کے محدود ذرائع کی موجودگی کی وجہ سے اختیار کرتا ہے لیکن ان ذرائع کو کئی طرح سے استعمال میں لایا جاسکتا ہو۔"

اسلامی معاشیات کی تعریف

قدیم اور جدید مسلم ماہرینِ معاشیات نے اس کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔

1۔ محمد بن حسن طوسی

معاشیات وہ علم ہے جس میں عوامی بہبود کے قوانین کا مطالعہ کیا جاتا ہے جس کا مقصد اس تعاون کو فروغ دینا ہے جس کے نتیجہ میں حقیقی ترقی کو فروغ حاصل ہو۔

2۔ ابن خلدون

"معاشیات (المعاش) رزق کی تلاش اور اسے حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کرنے کا نام ہے۔"

Scanned with CamScanner

3۔ الحریری

’’معاشیات سے یہ مراد ہے کہ انسان تجارت، زراعت اور صنعت کے ذریعے اپنی زندگی کی ضروریات پوری کرے۔‘‘

4۔ محمد اکرم خان

اسلامی معاشیات کا مقصد انسانی فلاح کا مطالعہ کرنا ہے جو زمینی وسائل کو منظم کرنے، حصہ لینے اور باہمی تعاون سے حاصل ہوتی ہے۔

5۔ اسلامی معاشیات کی جامع تعریف

اسلامی معاشیات کی تعریفوں کو سامنے رکھیں تو ایک جامع تعریف یہ بنتی ہے:

Islamic Economics is a social science which studies the economic problems of man in the light of Islamic vlaues.

’’اسلامی معاشیات ایک ایسا سماجی علم ہے جو لوگوں کے معاشی مسائل کا اسلامی اقدار کی روشنی میں مطالعہ کرتا ہے۔‘‘

سید مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں: حقیقت تو یہ ہے کہ معاشیات اتنا ہی قدیم علم ہے جتنا کہ اس زمین پر انسانی وجود۔ یہ سمجھنا دانائی نہیں کہ آدم سمتھ سے پہلے یہ فن دنیا میں نہ تھا۔ (اسلامی معاشیات)

اسلامی کتب کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قدیم اسلامی مفکرین اور ماہرین معاشیات نے بطور علم ’’معاشیات‘‘ کی اصطلاح استعمال نہیں کی بلکہ اس کے لئے تدبیرِ منزل، سیاست مدن، المعاش جیسی اصطلاحات استعمال کی ہیں۔

قرآن وحدیث کی معاشی تعلیمات

اسلامی معاشیات کی بنیادیں قرآن حکیم اور نبی آخرالزمان ﷺ کی تعلیمات پر رکھی گئی ہیں۔

1۔ قرآن حکیم کی معاشی تعلیمات

قرآن حکیم میں معاشی اصول کسی ایک مقام پر جمع نہیں ہیں لیکن جا بجا ان کا ذکر ملتا ہے۔ قرآن مجید کی رو سے رزق کی کفیل اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ انسانی عمل کو اس میں براہِ راست دخل نہیں۔ ارشاد

باری تعالیٰ ہے:

1. اَللّٰہُ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیَقۡدِرُ۔ (سورۃ الرعد: 26)

اللہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ فرما دیتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔

2. وَھُوَ یُطۡعِمُ وَلَا یُطۡعَمُ۔ (سورۃ الانعام: 14)

اور وہ (سب کو) کھلاتا ہے اور (خود اسے) کھلایا نہیں جاتا۔

قرآن کریم میں بخل سے منع فرمایا گیا ہے:

3. وَّ تُحِبُّوۡنَ الۡمَالَ حُبًّا جَمًّا ؕ (سورۃ الفجر: 20)

اور تم مال و دولت سے حد درجہ محبت رکھتے ہو ؕ

انسان کی ناشکری کا سبب بھی دولت کی محبت کو قرار دیا گیا ہے۔ اسراف اور فضول خرچی سے بھی منع کیا گیا ہے۔

4. وَّکُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا وَلَا تُسۡرِفُوۡا ۚ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ ؕ (سورۃ الاعراف: 31)

کھاؤ پیو مگر فضول خرچی سے کام نہ لو۔ بے شک وہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

5. وَاَحَلَّ اللّٰہُ الۡبَیۡعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (سورۃ البقرۃ: 275)

اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال مگر سود کو حرام قرار دیا ہے۔

6. یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوۡا مِمَّا فِی الۡاَرۡضِ حَلٰلًا طَیِّبًا (سورۃ البقرۃ: 168)

"اے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے جو حلال اور پاکیزہ ہے کھاؤ۔

7. ھُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ لَکُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا (سورۃ البقرۃ: 29)

وہی ہے جس نے سب کچھ جو زمین میں ہے تمہارے لیے پیدا کیا۔

8. فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانۡتَشِرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ (سورۃ الجمعۃ: 10)

پھر جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور (پھر) اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے لگو

9. فَابۡتَغُوۡا عِنۡدَ اللّٰہِ الرِّزۡقَ (سورۃ العنکبوت: 17)

پس تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے رزق طلب کیا کرو۔

Scanned with CamScanner

حدیث کی معاشی تعلیمات

احادیث مبارکہ میں رزق حلال کمانے اور رزق حرام سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ ان میں چند احادیث بیان کی جاتی ہیں:

1۔ ''رزق حلال کمانا باقی فرائض کے بعد ایک فرض ہے۔'' (مسند شہاب:122)

2۔ حدیث مبارکہ ہے: ''اپنے اہل و عیال کے لیے رزق کمانے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔ (سنن ابن ماجہ: 4121)

3۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رشوت دینے والا اور لینے والا، دونوں ہی جہنمی ہیں۔ (طبرانی، معجم کبیر:1400)

4۔ اللہ تعالیٰ میں فقر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ (مسند احمد: 8039)

اسلامی نظام معاشیات کے بنیادی تصورات

اسلامی نظام معاشیات ایک منصفانہ اور عادلانہ نظام ہے۔ اس نظام میں ہر انسان کی معاشی، معاشرتی، اخلاقی فلاح کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔ ایک معاشی نظام کا یہ خاصا ہے کہ اس سے معاشی جدوجہد کی غرض و غایت متعین ہو اور افراد معاشرے کی سرگرمیوں کا رخ معلوم ہو۔ اسلامی نظامِ معیشت ہر لحاظ سے جامع اور امتیازی حیثیت کا مالک ہے۔ اسلامی نظام معاشیات کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

1۔ رضائے الٰہی کا حصول

ایک انسان کی تمام تر زندگی اور خصوصی طور پر معاشی نظام کا تمام تر مقصود رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے۔ وہی اس کا مالک اور خالق ہے چنانچہ انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ خالقِ کائنات کی دی ہوئی دولت کو جائز کاموں میں صرف کرے۔ منشائے الٰہی کے خلاف وسائل کا استعمال ناجائز ہے۔

2۔ حلال و حرام کی تمیز

اسلام کے نظام معیشت میں کسب معاش اور صرف دولت کے سلسلہ میں حرام و حلال کی تمیز کر دی گئی ہے۔ مسلمان کے لئے صرف وہی حلال ہے جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حلال قرار دیا

Scanned with CamScanner

ہے۔ اسلام نے حلال چیزوں کا کاروبار کرنے کی اجازت دی ہے اور حرام چیزوں کے کاروبار سے منع کیا ہے۔ اسلام صرف حلال ذریعہ سے کمائی ہوئی روزی کو ہی جائز قرار دیتا ہے۔

3۔ ارتکازِ دولت کی ممانعت

اسلام کے معاشی نظام میں ارتکاز دولت کی مذمت کی گئی ہے۔ اسلامی نظام معیشت میں دولت کو جائز ذرائع پر میانہ روی کے ساتھ صرف کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ارتکاز دولت کی اسلام میں مذمت کی گئی ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

(سورة التوبة: 34)

"جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خبر دے دو۔"

4۔ نجی ملکیت کا جداگانہ تصور

اشتراکیت (Socialism) میں جزوی طور پر اور اشتمالیت (Communism) میں کلی طور پر نجی ملکیت کے تصور کی نفی کی گئی ہے۔ سرمایہ داری نظام میں نجی ملکیت کا لامحدود حق ہے۔ ان دونوں کے برعکس اسلام ہر شخص کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ جائز ذرائع سے کمائی ہوئی دولت کا مالک ہو جس طرح چاہے حدود و قیود کے اندر رہ کر اسے جائز کاموں پر صرف کرے۔

5۔ صرفِ دولت کا حدود اللہ کے تابع ہونا

حلال ذرائع سے کمائی ہوئی دولت پر اسلام انسان کے حق تصرف تسلیم کرتا ہے مگر اسلام فضول خرچی اور اسراف کی مذمت کرتا ہے۔ اسلام کے نظام معیشت میں حدود اللہ کے تابع رہنا لازم ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ (سورة الاعراف: 31)

کھاؤ پیو لیکن حد سے نہ گزرو۔

6۔ حصول رزق کے حلال ذرائع کا استعمال

اسلام نے حصول معاش کے لئے جدوجہد کو لازم قرار دیا ہے۔ اسلام رزق حلال کمانے کے

Scanned with CamScanner

طریقے بھی بتاتا ہے۔ تاہم حصولِ رزق کے لئے جدوجہد رزق حلال کے لئے ہی ہو۔ حرام کمائی کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ چوری، رشوت خوری، عصمت فروشی، نشہ آور اشیاء کی خرید و فروخت، بت تراشی اور گداگری وغیرہ کے ذریعے روزی کمانے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

7۔ منصفانہ تقسیم دولت

اسلامی نظام معیشت میں دولت کی منصفانہ تقسیم کی خصوصی تاکید کی گئی ہے۔ اسلام میں حصول دولت اور صرف دولت کو حلال ذرائع سے مقید کیا گیا ہے تو دوسری طرف جمع شدہ دولت کو قانونی اقدامات مثلاً زکوٰۃ، اور قانونی وراثت کے ذریعے اس کے حقداروں اور محروم طبقات تک پہنچانے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ اس طرح تقسیم دولت کا ایک خود کار نظام وجود میں آ گیا۔

8۔ معاشی آزادی

اسلامی نظام معیشت میں تمام افراد معاشرہ کو کسب معاش کے یکساں مواقع دیے گئے ہیں تاہم یہ ضروری ہے کہ افراد اپنی معاشی آزادی کو اسلامی شریعت کی مقررہ کردہ حدود کے اندر رہ کر استعمال کریں۔

9۔ وسائل کائنات سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب

اسلام انسان کو کائنات کی وسعتوں میں پھیلتے ہوئے بے حد و شمار وسائل سے بھرپور استفادہ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

10۔ گردش دولت کا اہتمام

اسلامی نظام معیشت میں یہ اہتمام بھی کیا گیا ہے کہ دولت چند ہاتھوں میں محصور اور مرکوز ہو کر نہ رہ جائے۔ اعزہ و اقارب اور اہل حاجت کی امداد پر لوگوں کو ابھارا گیا ہے اور اسے قرب الٰہی اور رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔

اسلامی نظام معاشیات میں تقسیم دولت

معیشت کے پائیدار استحکام اور کسی معاشرہ کے افراد کی خوشحالی کا انحصار اس بات پر ہے کہ دولت کی تقسیم اس طرح ہو کہ وسائل دولت میں عدل و احسان کسی حالت میں نہیں چھوڑتا معاشی نظام کی اصلاح سے اسلام گردش دولت کا اصول پیش کرتا ہے۔ اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ دولت مسلسل گردش کرتی رہے دولت چند ہاتھوں میں رہ رہے اور نہ ہی کسی خاص طبقہ میں گردش کرتی رہے۔

Scanned with CamScanner

اسلام میں ارتکاز دولت کے خاتمہ کے لئے اقدامات

1۔ زکوۃ وعشر کی ادائیگی کا حکم

زکوۃ ایک مالی عبادت ہے۔ زکوۃ حقوق العباد کی ادائیگی کا شعور پیدا کرتی ہے۔ قرآن حکیم میں زکوۃ کا ذکر 30 مقامات پر ہوا ہے۔ دورِ نبوی اور دورِ خلافت راشدہ میں زکوۃ وعشر کی وصولی اور تقسیم کا اجتماعی نظام نافذ تھا۔ اس کے لئے باقاعدہ عاملین مقرر تھے جو اغنیاء سے لے کر اس کو فقراء میں تقسیم کرتے تھے۔ اگر زکوۃ وصول کر کے مستحقین میں تقسیم کر دی جائے تو اغنیاء پر مزید مالی واجبات عائد کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ زکوۃ کی بدولت دولت امراء سے غرباء کی طرف منتقل ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ زکوۃ کی ادائیگی سے امیر اور غریب کے درمیان وسیع خلیج کم ہو جاتی ہے۔ غریبوں کا معیار زندگی بھی بہتر ہونے لگتا ہے۔

2۔ صدقات وخیرات کی ترغیب

زکوۃ کے علاوہ اسلام نے امراء پر غربا کے کچھ حقوق عائد کئے ہیں ان میں سے بعض کو واجب قرار دیا ہے۔ مثلاً صدقہ فطر اور بعض کو مستحسن اور مستحب قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ فَیَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنِیۡۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَکُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ۝ (سورۃ المنافقون: 10)

''خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے روزی دی تم کو اس سے پہلے کو تم میں سے کسی کو موت آ جائے پھر کہے اے میرے رب کیوں نہ ڈھیل دی مجھ کو تھوڑی مدت کے لئے کہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں سے ہو جاتا۔''

3۔ انفاق فی سبیل اللہ

زکوۃ کے علاوہ اسلام ایک فرد سے مزید رضا کارانہ مالی قربانی کا بھی مطالبہ کرتا ہے اس میں اللہ کی راہ میں یعنی انفاق فی سبیل اللہ میں زیادہ سے زیادہ دینے کی کوشش کرنا ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ کی وضاحت قرآن کریم میں اس طرح کی گئی ہے:

وَیَسۡـَٔلُوۡنَکَ مَاذَا یُنۡفِقُوۡنَ ۬ؕ قُلِ الۡعَفۡوَ ؕ (سورۃ البقرۃ: 219)

''اور آپ سے یہ بھی پوچھتے ہیں کہ کیا کچھ خرچ کریں؟ فرما دیں جو ضرورت سے زائد ہے۔''

العفو کا مطلب ہے کہ وہ دولت جو اپنی ضروریات سے زائد ہو۔ ''انفاق العفو'' کا بنیادی مقصد

Scanned with CamScanner

ارتکاز دولت کو کم کر کے گردش دولت میں اضافہ کرنا ہے اور تقسیم دولت میں پائے جانے والی تفاوت کو دور کرنا ہے۔

4۔ نظام وراثت

ارتکاز دولت کے خاتمہ اور دولت کی متوازن تقسیم کے لئے شریعت میں وراثت کا مکمل نظام موجود ہے۔ اگر شرعی احکام کے مطابق وراثت تقسیم کر دی جائے تو اس سے ارتکاز دولت میں کمی آتی ہے اور معتدل اور متوازن معیشت وجود میں آ جاتی ہے۔ اسلام کا قانونِ وراثت، یہ گردشِ دولت کی ایک ایسی تدبیر ہے کہ جس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

5۔ مصالح عامہ کے لئے ٹیکس عائد کرنا

مصالح عامہ سے مراد ہے کہ عوام کو سہولتیں فراہم کرنے، قومی منصوبوں کی تکمیل اور حکومت کا نظام چلانے کے لئے اغنیاء پر براہِ راست ٹیکس عائد کرنا اور مصالح عامہ پر خرچ کرنا۔ اپنی مدد آپ کرنے کا اصول یہ ہے کہ عوام کے ذی استطاعت لوگوں سے ٹیکس وصول کر کے عوام کو سہولتیں دینا۔ اس سے پوری قوم کو فائدہ ہوتا ہے اور ان کا معیار زندگی بلند ہوتا ہے۔ گویا عوام کا پیسہ دوبارہ ان کے پاس لوٹ آتا ہے۔

6۔ اموال مفتوحہ اور غنائم جنگ کی تقسیم

اموال مفتوحہ اور غنائم جنگ کی منصفانہ تقسیم کے باقاعدہ قواعد مقرر ہیں۔ مال غنیمت کی تقسیم میں حکم یہ ہے کہ اس کے پانچ کیے جائیں، چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دیے جائیں اور خمس یعنی پانچواں حصہ عام ملی مصالح پر خرچ کے لئے مختص کر دیا جائے۔ خُمس یتیم بچوں کی پرورش، مساکین، بیوہ عورتوں، اپاہج، معذور، بیمار، نادار اور بیروزگاری دور کرنے کے لئے خرچ کیا جائے۔

7۔ احتکار و اکتناز کی ممانعت

آج کل چند لوگ اکثریت کا استحصال کر کے دولت سمیٹ لیتے ہیں۔ پھر گردش زر رک جانے سے سوسائٹی کو مختلف دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہی سرمایہ کاری کی اساس ہے۔ اسلام نے اسے حرام ٹھہرایا ہے کیونکہ اس طرح مخصوص طبقے وجود میں آ کر پروان چڑھتے ہیں۔ اس سے معاشی تفاوت بڑھتا ہے۔ اور دولت چند ہاتھوں میں سمٹ جاتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''غلہ روکنے والا ملعون ہے۔''
(مستدرک علی الصحیحین)

Scanned with CamScanner

8۔ میانہ روی

اسلام نے اعتدال کی روش اختیار کی۔ دولت کو تمام افرادِ ملت میں تقسیم کرنے اور مالداروں کے مال میں ناداروں کو حصہ دار بنانے کا اچھا انتظام کیا ہے۔ ہر شخص کو کفایت شعاری کا درس دیا ہے تاکہ معاشی توازن نہ بگڑے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور قرابت داروں کو ان کا حق ادا کرو اور محتاجوں اور مسافروں کو بھی (دو) اور (اپنا مال) فضول خرچی سے مت اڑاؤo بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہےo'' (سورہ بنی اسرائیل: 27)

9۔ وقف

جو اشیاء منقولہ یا غیر منقولہ ذاتی ملکیت سے نکال کر فی سبیل اللہ دے دی جاتی ہیں وہ اسلامی اصطلاح میں وقف کہلاتی ہیں۔ اوقاف اسلامی نظام کے لئے باعث صد افتخار ہیں۔ مسلم معاشرے میں یتیموں، شکستہ حال لوگوں، ناداروں، اندھوں اور آفت رسیدہ محتاجوں کے اوقاف کا ایک وسیع نظام قائم ہو۔

وقف کے اس سارے نظام کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ دولت معاشرے کے چند افراد کے ہاتھوں میں گردش نہ کرتی رہے۔

10۔ ناجائز دولت اور غیر شرعی جاگیروں کی ضبطگی

حرام دولت اور غیر شرعی جاگیروں اور کارخانوں کو ضبط کرلیا جائے۔ اگر کسی نے ظلم سے ناجائز دولت جمع کر لی ہے تو اسے ضبط کر کے اصل مالکوں تک پہنچایا جائے یا پھر مستحقین میں تقسیم کر دیا جائے۔

11۔ ارتکاز الارض اور زرعی اصلاحات

زمینوں کے بڑے بڑے رقبے چند بڑے زمینداروں کے قبضے میں ہیں۔ اس ارتکازِ ارض کی وجہ سے بے شمار معاشی اور سماجی خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اس لئے مصالح عامہ کے حصول اور مفاد عامہ کے لئے ارتکاز ارض کو ختم کرنا اور زرعی اصلاحات کرنا وقت کی ضرورت ہے۔ ان تمام زمینوں کے مالکانہ حقوق ان کاشتکاروں کو دے دیئے جائیں جو مفلسی اور بے کسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے مردہ زمین کو زندہ کیا تو وہی اس کا حق دار ہے۔ (المعجم الاوسط، الطبرانی: 4102)

12۔ سود کی حرمت

سود جسے عربی میں ربوٰ کہتے ہیں اس کی متعدد صورتیں ہیں۔ سود کی ہر صورت حرام ہے۔ سود قانونِ

Scanned with CamScanner

فطرت کے خلاف کھلی بغاوت ہے۔ سود کے ذریعے اشیائے صرف کی قیمتوں میں غیر حقیقی اضافہ ہو جاتا ہے اور شدید معاشی ناہمواری پیدا ہو جاتی ہے۔

اسلام اور سود

سود (Intrest) کی تعریف

" Intrest is the price of capital."

''سرمایہ کے استعمال کا معاوضہ سود کہلاتا ہے۔''

قرآن پاک میں سود کے لئے ربوٰ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ربوٰ کا لفظ دو طرح سے لکھا جاتا ہے، ربوٰ یا ربا جس کا معنیٰ اضافہ، نشوونما، بڑھنا اور زیادتی کے ہیں۔ ربا ہر اس زیادتی کو کہتے ہیں جو کسی عوض کے مقابلے میں نہ ہو۔

فقہی اصطلاح میں ربوٰ سے مردا وہ زیادتی ہے جو سرمایہ دار اپنے مقروض کو قرض کی ادائیگی کی مہلت دے کر حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سود کی حرمت کو بیان کرتے ہوئے اور اس کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَمْحَقُ اللهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ. (سورة البقرة: 276)

''اور اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے''

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سودی مال سے برکت کو ختم کرتا ہے اور صدقہ کے ذریعے مال کی برکت کو زیادہ کرتا ہے۔

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاْ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللهِ. (سورة الروم: 39)

اور جو مال تم سود پر دیتے ہو تا کہ (تمہارا اثاثہ) لوگوں کے مال میں مل کر بڑھتا رہے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھے گا اور جو مال تم زکوٰۃ (وخیرات) میں دیتے ہو (فقط) اللہ کی رضا چاہتے ہوئے تو وہی لوگ (اپنا مال عنداللہ) کثرت سے بڑھانے والے ہیںo

ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصل مال میں جو زیادتی ہو گی وہ ربوٰ کہلائے گی۔ قرآن مجید ہر قسم کی زیادتی کو حرام نہیں ٹھہرایا۔ قرآن مجید جس زیادتی کو حرام ٹھہراتا ہے وہ ایک خاص قسم کی زیادتی ہے اس لیے اس کو ربوٰ کا نام دیا گیا ہے۔

Scanned with CamScanner

اہل عرب کی زبان میں اسلام کی آمد سے پہلے سود کو ربوٰ کے نام سے پکارا جاتا تھا اور عرب معاشرے میں ربوٰ کو بیع کی طرح جائز سمجھا جاتا تھا۔ اسلام آنے پر یہ وضاحت کی گئی کہ جو زیادتی اصل یا اضافہ بیع سے ہوتا ہے وہ جائز ہے اور زیادتی سود سے ہوتی ہے یا بالکل حرام ہے۔

اسلام میں ربا یا سود کی تعریف

ایک شخص اپنا مال دوسرے کو قرض دیتا ہے اور یہ شرط طے کرتا ہے کہ مقررہ مدت گزرنے پر وہ اس سے اتنی رقم زائد وصول کرے گا۔ اس زائد رقم کو سود یا ربوٰ کہتے ہیں۔ یہ زائد رقم مہلت کا معاوضہ ہوتی ہے۔

سود کی تعریف ان الفاظ میں بھی کر سکتے ہیں: قرض میں دیئے ہوئے مال پر جو زائد رقم مدت کے مقابلہ میں شرط اور یقین کے ساتھ وصول کی جائے گی وہ سود کہلائے گی۔

ربوٰ کی اقسام

ربا کی اصطلاح شریعت میں دو مختلف معانی میں استعمال ہوتی ہے:

1۔ ربا النسیہ   2۔ ربا الفضل

1۔ ربا النسیہ: اسے قرآن کا سود یا ربا القرآن بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کی حرمت کا حکم قرآن پاک میں آیا ہے۔

2۔ ربا الفضل

ربوٰ الفضل کو ربا السنہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کی ممانعت کا حکم متعدد احادیث میں آیا ہے۔ ربوٰ الفضل اس زیادتی کو کہتے ہیں جو ایک ہی جنس کی دو چیزوں کے دست بدست لین دین میں ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سونا سونے کے بدلے میں چاندی چاندی کے بدلہ میں گندم، گندم کے بدلہ میں جو جو کے بدلہ میں کھجور کھجور کے بدلہ میں نمک نمک کے بدلہ میں برابر دست بدست بیچا جائے۔ جس نے زیادہ دیا یا زیادہ طلب کیا اس نے سود لیا۔ لینے والا اور دینے والا اس میں برابر ہیں۔“

اسلام اور حرمت سود

حرمت ربا از روئے قرآن

اسلام نے سود کو مطلقاً حرام قرار دیا ہے۔ اسے قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

Scanned with CamScanner

يَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرۡبِى الصَّدَقٰتِ ؕ (سورة البقرة: 276)

''اور اللہ سود کو مٹاتا ہے (یعنی سودی مال سے برکت کو ختم کرتا ہے) اور صدقات کو بڑھاتا ہے (یعنی صدقہ کے ذریعے مال کی برکت کو زیادہ کرتا ہے)''

فتح مکہ کے بعد سودی لین دین کو قطعی حرام قرار دیا گیا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوۡا مَا بَقِىَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ○ (سورة البقرة: 278)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ بھی سود میں سے باقی رہ گیا ہے چھوڑ دو اگر تم (صدقِ دل سے) ایمان رکھتے ہو○''

فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ۚ (سورة البقرة: 279)

''پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف سے اعلانِ جنگ پر خبردار ہو جاؤ''

قرآن میں چار مختلف مقامات پر ربا کی حرمت بیان ہوئی ہے۔ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 275 تا 281 میں سود کی حرمت سب سے زیادہ شدت سے آئی ہے۔ اس میں سود لینے اور دینے والوں کی سخت مذمت کی گئی ہے۔

حرمت ربا از روئے حدیث

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''سود کھانے والے، کھلانے والے، اس (کا معاہدہ) لکھنے والے اور اس کے گواہ بننے والے پر لعنت فرمائی اور فرمایا وہ سب (اللہ کے ہاں) برابر ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الربا سبعون حوبا أيسرها أن ينكح الرجل أمّه. (سنن ابن ماجه:2265)

''سود کی ستر اقسام ہیں۔ اس کی ہلکی قسم کا گناہ یہ ہے کہ جیسے آدمی اپنی ماں سے زنا کا مرتکب ہو۔''

سود کے نقصانات

1: معاشرتی نقصانات　　2: اخلاقی نقصانات

3: معاشی نقصانات　　4: تمدنی اور اجتماعی نقصانات

1۔ سود کے معاشرتی نقصانات

جس معاشرے میں ذاتی غرض اور مفاد ہی مطمع نظر ہو اور افراد معاشرہ ایک دوسرے کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے والے ہوں تو وہ معاشرہ نفسانفسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سود کو اس لیے حرام کیا ہے تاکہ لوگ قرض کے ذریعے ایک دوسرے کی مدد کریں۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ سود لینے کی صورت میں قرض حسنہ کی وجہ سے جو احسان کرنے اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ منقطع ہو جاتا ہے۔ سود سے اسلامی مواخات اور ہمدردی متاثر ہوتی ہے اور احسان کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

2۔ سود کے اخلاقی نقصانات

اخلاقی اعتبار سے دیکھا جائے تو سود سے اخلاق حسنہ کا خاتمہ ہو جاتا ہے کیونکہ سود سے بخل، سنگ دلی، زرپرستی اور خودغرضی جیسی عادات پروان چڑھتی ہیں۔ سود خور اخلاقی طور پر تنزلی کا شکار ہو جاتا ہے۔ سود سے باہمی ہمدردی، مروت اور امداد باہمی جیسے خیرخواہی کے جذبات کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور معاشرہ عدم اطمینانی اور اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے۔

3۔ معاشی نقصانات

حرمت ربا کی ایک وجہ یہ ہے کہ اگر سود لینے کی اجازت دے دی جائے تو اس سے رفتہ رفتہ دولت غریبوں کے ہاتھوں سے نکل کر امیروں کے ہاتھ میں چلی جائے گی اور یہ منشائے شریعت کے خلاف ہے۔ سود کی وجہ سے انسان محنت سے جی چرانے لگتا ہے اور وہ روزی کمانے کی جدوجہد چھوڑ دیتا ہے۔

سودی معیشت میں دو طبقے بن جاتے ہیں، ایک امیر اور دوسرا غریب۔ وقت کے ساتھ ساتھ امیر، امیر تر ہوتا جاتا ہے اور غریب، غریب تر ہوتا جاتا ہے۔ سرمایہ چند ہاتھوں میں مرکوز ہو جاتا ہے۔ اس طرح غریب طبقہ کی قوت خرید بھی سود خور سرمایہ دار چھین لیتا ہے۔ اشیاء کی خرید و فروخت کم ہو جاتی ہے اور معیشت کی ترقی کو دھچکا لگتا ہے۔ کساد بازاری کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ گردشِ زر کے رک جانے سے ارتکاز دولت پیدا ہوتا ہے اور معاشرہ دو گروہوں میں بٹ جاتا ہے۔

4۔ تمدنی نقصانات

جس معاشرے میں خودغرضی اور حرص جیسی بیماریاں جنم لے لیں، ایک دوسرے سے ہمدردی اور

Scanned with CamScanner

بھائی چارے کا جذبہ موجود نہ ہو، بغیر ذاتی فائدے کے ایک دوسرے کی حاجت روی نہ کی جائے تو ایسا معاشرہ مضبوط و مستحکم نہیں ہو سکتا۔ سارا معاشرہ ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رہے گا۔ اس طرح تہذیب و تمدن کو مجموعی طور پر نقصان پہنچتا ہے۔

تجارت اور کاروبار کے اسلامی اصول

تجارت دنیا میں معاشی اعمال میں سے سب سے بڑا وسیلہ معاش ہے۔ اسلام کے معاشی نظام میں اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1: صحیح اصول تجارت 2: فاسد اصول تجارت

اسلامی اقتصادی نظام کی ترقی کا راز سب سے زیادہ تجارت میں مضمر ہے۔ معاشی زندگی میں تجارت اور تبادلہ اشیاء کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ صرف و پیدائش دولت کے عمل کی تکمیل تبادلہ سے ہی ہوتی ہے۔ اسلام نے مفاد عامہ اور مصلحت کے پیش نظر تبادلہ کے عمل کو منضبط کرنے پر خصوصی توجہ دی ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں جہاں تجارت کے فضائل بیان کیے گئے ہیں وہاں اسے صحیح معنوں میں نفع بخش بنانے اور اس کے ضرر سے افراد معاشرہ کو بچانے کے لئے بھی ضروری رہنمائی اور ہدایات دی گئی ہیں۔ اسلام میں بار بار تجارت کی ترغیب دی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (سورة الجمعة: 10)

"اور جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرو۔"

اسباب معیشت کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ (سورة الاعراف: 10)

اور ہم نے اس میں تمہارے لیے اسبابِ معیشت پیدا کیے، تم بہت ہی کم شکر بجا لاتے ہو۔

اسی طرح یہ حکم ربی ہے کہ تم دن معیشت کی تلاش میں گزارو تا کہ رات کو آرام کر سکو۔ ارشاد ربانی ہے:

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝ (سورة النبا: 11)

اور ہم نے دن کو (کسب) معاش (کا وقت) بنایا (ہے)۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ایمان دار تاجر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"مسلمان امانت دار تاجر قیامت کے دن شہداء کے ساتھ ہوگا۔" (سنن ابن ماجہ: 2139)

Scanned with CamScanner

تجارت کے بنیادی اصول

اسلام نے تجارت کے درج ذیل بنیادی اصول بیان کیے ہیں:

1۔ باہمی رضامندی

تجارت باہمی رضامندی سے ہونی چاہیے۔ تجارت میں جانبین کی حقیقی رضا کا پایا جانا ضروری ہے۔ دونوں فریق کسی جبر و اکراہ کے بغیر اپنی مرضی سے معاملہ کریں۔ تجارت کی وہ تمام شکلیں اسلام کے معاشی نظام میں ناجائز ہیں جن میں کسی ایک فریق پر کسی قسم کا دباؤ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ (سورۃ المائدۃ: 2)

"بھلائی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور ظلم پر ہرگز کسی کے ساتھ تعاون نہ کرو۔"

2۔ حلال و حرام کی تمیز

اسلام میں صرف اور صرف حلال چیزوں کی تجارت کی اجازت ہے، حرام چیزوں کی خرید و فروخت ممنوع ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ (سورۃ المائدۃ: 88)

"اور کھاؤ ان چیزوں میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو بخشی ہیں حلال اور پاکیزہ۔"

شراب، نشہ آور اشیاء، بت گری و بت فروشی، آلات موسیقی کی تیاری، عصمت فروشی، سٹہ، کہانت، سود، خنزیر اور مردار کی تجارت کو اسلام نے حرام ٹھہرایا ہے۔

3۔ دیانتداری

اسلام ہر موقع پر دیانت داری اور ایمانداری کی تلقین کرتا ہے اور بالخصوص تجارت میں اس پر بہت زور دیا گیا ہے کیونکہ تجارت میں بد دیانتی کے بہت مواقع ہوتے ہیں۔ جھوٹی قسمیں کھا کر مال بیچنے کی مذمت کی گئی ہے۔ اسی طرح ایک قسم کا مال دکھا کر دوسری قسم کا مال فروخت کرنا ممنوع ہے۔ اسی طرح دھوکے پر معاملہ کرنا، خیانت کرنا، وعدہ خلافی کرنے جیسے تمام امور ممنوع ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے دھوکے کی بیع کو ناجائز قرار دیا ہے۔

4۔ ناپ تول کا پورا کرنا

تجارت میں بعض اشیاء ناپ کر اور بعض تول کر فروخت کی جاتی ہیں۔ اسلام نے ناپ تول میں کمی کو ممنوع قرار دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ. (سورۃ بنی اسرائیل: 35)

اور ناپ پورا رکھا کرو جب (بھی) تم ناپو اور (جب تولنے لگو تو) سیدھے ترازو سے تولا کرو۔

یہ بہتر ہے کہ ناپ تول میں فراخدلی کا مظاہرہ کیا جائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک تولنے والے کو دیکھا تو اسے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

يا وزّانُ زن وارجح (سنن ابن ماجہ:2220)

”اے وزن کرنے والے! تول اور جھکتا تول“

5۔ گاہک کو اشیاء کے نقص سے مطلع کرنا

مال بیچنے والے کا یہ اخلاقی فرض بنتا ہے کہ وہ فروخت ہونے والی چیز میں اگر کوئی عیب یا نقص ہو تو گاہک کو اس سے مطلع کرے۔ اگر گاہک کو مطلع نہ کیا جائے اور عیب پر مطلع ہونے کے بعد اگر گاہک اس چیز کو واپس کرنا چاہے تو بیچنے والا اپنی اس چیز کو واپس لینے کا پابند ہوگا۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

”جو شخص عیب دار چیز کو بیچے اور اس پر خریدار کو آگاہ نہ کرے تو وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہتا ہے اور فرشتے اس پر ہمیشہ لعنت کرتے ہیں۔“ (سنن ابن ماجہ: 2247)

6۔ معاہدہ کی پابندی

خریدنے والے اور بیچنے والے ہر حال میں اپنے معاہدہ کی پابندی کریں۔ بائع نے جس قیمت پر سودا طے کیا ہے اچانک قیمت کے زیادہ ہو جانے سے سودے سے نہ پھرے۔ اسی طرح مشتری قیمت کے کم ہو جانے سے مال اٹھانے سے انکار نہ کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ (سورۃ المائدۃ:1)

اے ایمان والو اپنے وعدوں کو پورا کرو۔

7۔ بیع پر بیع نہ کرنا

اگر کسی شخص نے کوئی مال خرید لیا ہے یا خریدنے کا معاہدہ کر لیا ہے تو کسی دوسرے شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسے خریدنے کی پیشکش کرے۔ بعض لوگ پہلے گاہک سے زیادہ قیمت لگا کر سودا منسوخ کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلام میں اس فعل کی مذمت کرتا ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے: ''اور نہ کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرے۔'' (سنن ابو داؤد: 2081)

8۔ موجود شے کی بیع

بائع اور مشتری جس شے کا سودا کریں اس کا موجود ہونا ضروری ہے۔ جو شے موقع پر موجود نہ ہو اس کی خرید و فروخت ممنوع ہے۔ مثلاً ہوا میں اڑتے ہوئے پرندے یا دریا میں پائی جانے والی مچھلی یا مادہ جانور کے پیٹ میں پائے جانے والے بچے کی بیع درست نہیں۔ اس لیے کہ اس چیز کی کیفیت اور کمیت کا صحیح طور پر علم نہیں ہوتا۔

9۔ ذخیرہ اندوزی کی ممانعت

اسلام نے ذخیرہ اندوزی کی ممانعت کی ہے۔ دام بڑھا کر بیچنے کے لئے ذخیرہ اندوزی کرنے سے اسلام میں منع کیا گیا ہے کیونکہ خلقِ خدا کے لیے یہ بڑی تکلیف دہ چیز ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

من احتکر فھو خاطیء (صحیح مسلم: 1604)

''ذخیرہ اندوزی کرنے والا گناہ گار ہے۔''

10۔ تجارت میں اخلاقیات

اسلام تجارت کرنے والوں کو اخلاق کی بلندیوں پر دیکھنا چاہتا ہے۔ بائع اور مشتری یعنی بیچنے والے اور خریدنے والے معاملہ طے کرتے وقت خوش خلقی، نرمی اور عفو و درگزر سے کام لیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ رب العزت کی رحمت ہو اس شخص پر جو جب بیچے یا خریدے یا قرض کا تقاضا کرے تو نرمی اور درگزر کا معاملہ کرے۔'' (سنن ابن ماجہ: 2203)

Scanned with CamScanner